جانور اور اسلامی تعلیمات

(از قاضی اطہر مبارک پوری)

اسلام فطری دین ہے۔ اور اس کے اصول میں ایسی لچک ہے جسے فطرت انسانی خندہ پیشانی سے قبول کرسکتی ہے۔ اور انسانیت اس کے استقبال کے لئے آگے بڑھ سکتی ہے۔ انسان کو اسلام میں داخل ہونے کے بعد خدا کی ہر مخلوق کے ساتھ اسلامی طور و طریقہ کے مطابق برتاؤ کرنا پڑتا ہے۔ ایک سچے مسلمان کے نزدیک حقوق و آداب کی حدیں مقرر ہیں۔ توحید پرستی اور وحدت کی حد میں کسی کی گنجائش نہیں۔ مقام نبوت و رسالت کی وہ اس طرح نگرانی کرتا ہے کہ نبوت و رسالت کے علاوہ اس میں ولایت، امامت خلافت اور قیادت کا گذر نہیں۔ اسی طرح ایک مسلمان اسلامی برتاؤ میں اپنی ذات، متعلقین، سوسائٹی، بستی، دنیا کے عام انسانوں اور دنیا کے مسلمانوں کے بارے میں خاص خاص احکام کا ذمہ دار ہے۔ پھر اس سے آگے بڑھ کر ایک مسلمان کو جانوروں اور حیوانوں کے بارے میں خاص خاص ہدایات کی گئی ہیں۔

چونکہ اسلام کا ایک نظریہ عام "نظریہ رحمت" ہے۔ اور دوسرا نظریہ عام "نظریہ جمال" ہے اس لئے وہ اپنے پیرؤں سے ہر کام میں رحمت اور جمال کا طالب ہے اور وہ مسلمان کی ہر حرکت کو رحیم و جمیل دیکھنا چاہتا ہے۔ جانور تو جانور ہیں اسلام بے روح چیزوں کے بارے میں بھی حسن سلوک اور سلیقہ مندانہ رویہ کا داعی ہے اور مسلمان کیلئے اس کا قبول کرنا ضروری ہے۔

اسی لئے اسلام نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ تم لوگ جانوروں پر رحم کرو ان کی بے زبانی سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ۔ ان کی اطاعت کا حق ادا کرو، اگر تم ان سے کام لیتے ہو تو تم ان کے بھی کام آؤ۔ کسی بھی جانور کو بلا وجہ مارنا، بھوکا پیاسا رکھنا، ستانا اور تکلیف دینا ناجائز ہے اور ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ اور سزا دیتا ہے۔ اس لئے کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی بھی حلال یا حرام جانور کو بلا وجہ ستائے اور اسے تکلیف دے۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام نے جانوروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے اور انھیں تکلیف نہ دینے کے بارے میں جس قدر اہم اور واضح تعلیمات دی ہیں دوسرے کسی مذہب میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ حالانکہ زبانی دعوے تو بہت سے مذاہب کررہے ہیں۔ کہ کسی ذی روح کو ستانا یا مارنا گناہ ہے اور اس سے عذاب ہوتا ہے۔ مگر ان کے بانیوں کے عمل اور تعلیم میں وہ زور نہیں ہے جو اسلام کے پیغمبر کے عمل اور ان کی تعلیم میں ہے۔

پیغمبر اسلام کے ارشادات:- سب سے پہلے ہم چند احادیث کو نقل کرتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جانوروں کے بارے میں کیا تعلیم دی ہے۔ کنز العمال میں ہے کہ:-

اتقوا اللہ فی ھذہ البھائم المعجمۃ فارکبوھا صالحۃً وکلوھا صالحۃً

تم لوگ ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اور ان کی صلاحیت کا لحاظ کرتے ہوئے ان پر سواری کرو یا ان کو کھاؤ۔

اذا رکب احدکم الدابۃ فلیحملھا علی ملاذۃ فان اللہ تعالیٰ یحمل علی القوی و الضعیف۔

جب تم میں سے کوئی چوپایہ پر سواری کرے۔ تو اسے چاہیئے اس کا پورا لحاظ رکھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تم کو ہر قسم کے قوی اور ضعیف جانور پر سوار کرتا ہے۔

اذا رکبتم ھذہ الدواب فاعطوھا حقھا من المنازل ولا تکونوا علیھا شیاطین

تم ان جانوروں پر سواری کرو تو منزلوں کے متعلق ان کے حقوق بھی ادا کرو۔ تم لوگ چوپایوں کے اوپر شیطان بن کر مت بیٹھو کہ انھیں تھکاؤ اور کھانا پانی نہ دو۔

اذا سرتم فی ارض خصبۃ فاعطوا الدواب حظھا وان سرتم فی ارض مجدبۃ فانجوا علیھا واذا عرستم فلا تعرسوا علی قارعۃ الطریق فانھا ماوی کل دابۃ

جب تم سرسبز و شاداب زمین میں سواری کرو۔ تو جانوروں کو ان کا حصہ دو اور اگر قحط زدہ زمین میں چلو تو تیز ہانکو اور جب آرام کے لئے ٹھہرو تو بیچ راستہ میں نہ اترو۔ کیونکہ وہ تمام آنے جانے والے جانوروں کی جگہ ہے۔

ارکبوا ھذہ الدواب سالمۃ وابتدعوھا سالمۃ ولا تتخذوھا کراسی لاحادیثکم فی الطرق والاسواق فرب مرکوبۃ خیر من راکبھا واکثر ذکرا للہ منہ

ان چوپایوں پر ان کی صحت و سلامتی کے وقت سواری کرو اور صحت و سلامتی میں ان سے کام لو۔ اور راستہ اور بازار میں اپنی بات چیت کے لئے ان کو کرسی نہ بناؤ۔ کیونکہ بہت سے چوپایے اپنے سواروں سے بہتر ہوتے ہیں اور ان سے زیادہ خدا کو یاد کرتے ہیں۔

ایاکم ان تتخذوا ظھور دوابکم منابر فان اللہ انما سخرھا لکم لتبلغکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس وجعل لکم الارض فعلیھا فاقضوا حاجاتکم

خبردار تم لوگ چوپایوں کی پشتوں کو اپنے لئے منبر نہ بناؤ۔ اللہ تعالےٰ نے ان کو تمہارے قبضہ میں اس لئے کیا کہ وہ تمہیں ان شہروں میں پہونچائیں جہاں تم بغیر سخت پریشانی اٹھائے نہیں پہونچ سکتے تھے۔ تمہارے لئے اللہ تعالےٰ نے زمین کو بنا دیا ہے اس لئے تم اس پر اپنی ضرورتوں کو پورا کرو۔

الثالث ملعون یعنی علی الدابۃ

جانور پر دو آدمی سوار ہو سکتے ہیں اور تیسرا سوار ملعون ہے۔

اتقوا اللہ فی ھذہ البھائم کلوھا سمانا وارکبوھا صحاحاً۔

ان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ موٹے تازے جانور کا گوشت کھاؤ۔ اور صحیح و سالم جانور پر سواری کرو۔

انحرسمینا واحمل علے نجیبھا واحلب یوم الماء تدخل الجنة لبسلام	موٹا جانور ذبح کرو، عمدہ جانور پر سواری کرو، پانی پلانے کے دن ان کا دودھ دوہو۔ اور سلامتی کے ساتھ جنت میں جاؤ۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنی سواری کے جانور کو مارتا ہے اور تکلیف دیتا ہے آپ نے فرمایا

الا تتقی اللّٰہ فی ھذہ البھیمۃ التی ملکک اللّٰہ تعالیٰ ایاھا فانہ شکا الیّ انک تجیعہ وتذیبہ ۔	تو اس چوپایہ کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا ہے۔ اللہ نے تجھے اس کا مالک بنایا ہے۔ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے تکلیف دیتا ہے اور دُبلا کرتا ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ ایک دوسرے آدمی کے متعلق فرمایا۔

این صاحب ھذہ الراحلۃ الا تتقی اللّٰہ فیھا اما ان تعلفھا واما ان ترسلھا حتی تبتغی لنفسھا۔	اس جانور کا مالک کہاں ہے؟ کیا تجھے اس کے بارے میں اللہ کا ڈر نہیں ہے؟ اسے چارہ ڈالو، ورنہ چھوڑ دو۔ تاکہ وہ خود اپنے لئے چارہ تلاش کرے۔
من رکب دابۃ فقال سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین ثم مات قبل ان ینزل مات شھیدًا	جو جانور پر سوار ہو کر یہ آیت پڑھے پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اسے مسخر کر دیا اور ہم تو اس کے پاس بھی نہیں ہو سکتے تھے اترنے سے پہلے مر جائے تو وہ شہید ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر مجھے پیچھے بٹھایا اور سوار ہوتے وقت تین مرتبہ اللّٰہ اکبر، تین مرتبہ سبحان اللّٰہ اور ایک مرتبہ لا الہ الا اللّٰہ کہا۔ پھر آپ نے ہنستے ہوئے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

ما من مسلم یرکب دابۃ فیصنع کما صنعت الا اقبل علے اللّٰہ عزوجل فضحک الیہ کما ضحکت الیک	جو مسلمان بھی جانور پر سوار ہو کر جس طرح میں کرتا ہوں۔ اسی طرح وہ بھی کرتا ہے تو اللہ اس کی طرف دیکھ کر ہنستا ہے۔ جس طرح میں تمہاری طرف دیکھ کر ہنس رہا ہوں (یعنی اللہ کی رضامندی متوجہ ہوتی ہے)
من مشی عن راحلۃ فکا نما اعتق نسمۃ [۱]	جو اپنی سواری سے اس کے آرام کے خیال سے اتر کر پیدل چلے تو گویا اس نے ایک جان کو آزاد کیا۔

الادب المفرد میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من رحم ولو ذبیحۃ رحمہ اللّٰہ یوم القیامۃ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص ذبیحہ پر بھی رحم کرے گا۔ تو اللہ تعالے قیامت کے دن اس پر رحم فرمائے گا۔

[۱] کنز العمال ص ۱۵ و ۱۶ ۱۷ ج ۵ طبع حیدر آباد

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک منزل میں اترے۔ اور ایک آدمی نے وہاں چڑیا کے انڈے لے تارے جس کی وجہ سے وہ چڑیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس پر اڑنے لگی۔ آپ نے پوچھا کہ کس نے اس چڑیا کے انڈے لے کر اسے تکلیف دی ہے۔ جب اس آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے یہ کام کیا ہے تو آپ نے فرمایا

اردد رحمۃً لھا } اس چڑیا پر رحم کھاتے ہوئے انڈے واپس کر دو۔

صحابہ کرام چڑیوں سے خاص محبت کرتے تھے اور ان کو بڑے پیار سے پالتے تھے۔ اور پنجروں میں لے کر ساتھ ساتھ چلتے تھے۔

ہشام بن عروہ رح سے روایت ہے۔

کان ابن الزبیر بمکۃ واصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحملون الطیر فی الاقفاص [۱] } مکہ میں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام چڑیوں کو پنجروں میں لئے ہوئے رہتے تھے۔

یہاں پر یہ واضح رہے کہ چڑیوں یا دوسرے جانوروں کا آپس میں لڑانا ان کی بازی لگانا اور ایک کو دوسرے پر بھڑکانا سخت منع ہے اور ایسا کرنے والے اسلامی تعلیم کے خلاف کام کرتے ہیں۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ

نھی عن التحریش بین البھائم [۲] } رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو آپس میں لڑانے اور بھڑکانے سے منع فرمایا ہے۔

اسلام میں کبوتر بازی، تیتر بازی، بٹیر بازی، مرغ بازی ناجائز ہے۔ اور ان کاموں کے کرنے والے اسلامی اخلاق و اعمال سے بہت دور ہیں۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک آدمی کبوتر کے پیچھے دوڑ رہا ہے تو آپ نے فرمایا۔

شیطان یتبع شیطانا [۳] } ایک شیطان دوسرے شیطان کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔

داغنے، بھڑکانے اور خصی کرنے کی ممانعت :-

جانوروں کو گرم لوہے یا گرم پتھر یا کسی اور چیز سے داغنا یا جلانا ان کے ہاتھ پیر یا بدن کے دوسرے حصے اور اعضاء کا کاٹنا، خصی کرنا، منہ پر مارنا اور کسی بھی طرح سے ان کو ستانا اسلام کے نظریہ رحم و کرم کے سخت منافی ہے اور پیغمبر اسلام نے ان باتوں سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ چونکہ عرب میں قدیم زمانہ میں اونٹوں کو داغتے تھے اور اس طرح ان پر کوئی امتیازی نشان بنا لیا کرتے تھے تاکہ گم نہ ہوں اس لئے چہرے کے علاوہ بدن کے دوسرے حصہ پر بقدر ضرورت نشان کرنے کی اجازت ہے مگر اس قید کے ساتھ کہ جانور کو زیادہ تکلیف

---

[۱] ان روایات کیلئے الادب المفرد ص۵۷ ملاحظہ ہو [۲] کنز العمال ج ۵ ص [۳] الادب المفرد ص ۱۸۸

نہ ہو اسے عرب میں "سمات" کہتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں نے جانوروں کے چہروں کو نشانی کے لئے یا اور کسی وجہ سے داغ دیا ہے تو آپ نے فرمایا

اما بلغکم انی لعنت من وسم البهیمة فی وجهها او ضربها فی وجهها } کیا تم لوگوں کو خبر نہیں پہونچی کہ میں نے جانور کے منہ پر داغنے والے یا اس کے منہ پر مارنے والے پر لعنت کی ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے ایک گدھے کو دیکھا کہ اس کا چہرہ داغا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا

لعن اللہ من فعل هذا } جس نے یہ کام کیا ہے اللہ اس پر لعنت کرے۔

اسی طرح ایک مرتبہ آپ نے ایک آدمی کو جانور کے چہرے پر داغتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔

اولم ارك نسم الوجه لا تحرقوا وجوه البهائم } کیا میں نے اس کا چہرہ داغتے ہوئے نہیں دیکھا ہے؟ خبردار جانوروں کے چہروں کو نہ جلانا

اس پر اس آدمی نے دریافت کیا کہ پھر نشانی کہاں کروں تو آپ نے فرمایا گردن میں جہاں رسی ہوتی ہے نشانی کر دو،

لعن اللہ بمثل البهائم } جو جانوروں کا مثلہ کرے اور جیتے جی ان کے ہاتھ پیر کاٹے اس پر اللہ نے لعنت کی ہے

نهی عن التحریش بین البهائم } رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو بھڑکانے اور لڑانے سے منع فرمایا ہے۔

نهی عن خصاء الخیل والبهائم } آپ نے گھوڑے اور دوسرے جانوروں کو خصی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

نهی عن الوسم فی الوجه والضرب فی الوجه[1] آپ نے چہرے میں داغنے اور چہرے میں مارنے سے منع فرمایا ہے۔

واضح رہے کہ علماء نے جانوروں کو موٹا تازہ کرنے کے لئے خصی کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

حرام جانوروں پر بھی زیادتی حرام ہے :- اسلام نے صرف چوپایوں کے متعلق یہ احکام و ہدایت جاری نہیں کی ہیں۔ بلکہ ہر ذی روح کے بارے میں اس کا یہی نظریہ ہے اور وہ اللہ کی ہر چھوٹی بڑی مخلوق پر ظلم کرنے یا اسے ستانے اور دکھ پہونچانے سے شدت سے منع کرتا ہے۔ اور حد یہ ہے کہ اس میں حرام و حلال جانوروں میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ ہر ذی روح کو اذیت پہونچانے کو گناہ بتایا گیا ہے اور اس پر سخت سے سخت وعید آئی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت حکم بن ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ وہاں پہونچ کر دیکھا کہ کچھ لوگ ایک مرغی کو تختۂ مشق بنائے ہوئے اس کو ادھر سے ادھر سے مار رہے ہیں۔ یہ حال دیکھ کر حضرت انس سے نہ رہا گیا اور آپ نے ان لوگوں کو اس حرکت سے روکتے ہوئے بتایا کہ

نهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تصبر البهائم } زندہ جانوروں کو گھیر کر مارنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

---

[1] کنز العمال ج ۵ ص ۱۵ تا ۱۶

شارح مسلم امام نوویؒ نے اس حدیث کے سلسلے میں یہ حدیث بھی بیان کی ہے۔

وفی روایة لا تتخذوا شیئاً فیه الروح غرضاً } دوسری روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کسی ایسی چیز کو جس میں جان ہے تم لوگ نشانہ بنا کر مت مارو۔

اس کے بعد امام نوویؒ فرماتے ہیں۔

هذا النهی للتحریم } رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان تحریم کے لئے ہے یعنی اس جانور کو تکلیف دینا حرام ہے۔

واضح رہے کہ اس تحریمی حکم میں حلال اور حرام جانوروں کی کوئی تقسیم نہیں ہے بلکہ جس طرح حلال جانوروں کو تکلیف دینا حرام ہے۔ اسی طرح حرام جانوروں کو اذیت پہونچانا بھی حرام ہے۔ علماء کا قول ہے۔

البهائم تشمل الدواب وان لم یکن حلالاً لفظ بہائم کا لفظ ہر قسم کے جانوروں کو شامل ہے۔ اگرچہ وہ حلال نہ ہوں۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک مرغی کو گھیر کر مار رہے ہیں تو آپ نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے دریافت کیا کہ حرکت کون کر رہا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن من فعل هذا [1] } رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو ملعون فرمایا ہے جو یہ کام کر رہا ہے۔

کتے اور بلی کا واقعہ:-

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بے نظیر کتاب "الادب المفرد" میں "باب رحمۃ البهائم" میں کئی احادیث کو بیان کیا۔ جن میں ہر قسم کے حرام و حلال، اور چھوٹے بڑے جانوروں اور پرندوں پر ظلم سے روکا گیا ہے اور ان پر رحم کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگلے زمانہ کا واقعہ ہے کہ ایک آدمی کہیں جا رہا تھا کہ اُسے سخت پیاس لگ گئی اور وہ پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر چکر مارتے ہوئے ایک کنوئیں کے پاس پہونچا۔ اس نے اس کنوئیں میں اُتر کر پانی پیا اور جب سیراب ہو کر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کے مارے زبان نکالے ہوئے زمین کو چاٹ رہا ہے یہ حال دیکھ کر اسے کتے پر رحم آیا اور اس نے اپنے دونوں موزوں میں پانی بھر کر نکالا اور کتے کو پانی پلایا۔

فشکر الله له فغفر له   اللہ تعالیٰ نے اس کے اسی فعل کو پسند فرمایا اور اسی پر اس کی مغفرت کر دی۔

جب صحابہ کرام نے یہ واقعہ سنا تو دریافت کیا

یا رسول الله وان لنا فی البهائم اجراً قال فی کل ذات کبد رطبة اجرٌ } یا رسول اللہ! کیا جانوروں کے حالات میں بھی ہمارے لئے ثواب اور اجر ہے؟ آپ نے فرمایا زندہ دل و جگر رکھنے والے میں تمہارے لئے اجر و ثواب کا موقع ہے۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس واقعہ کو بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت سے متعلق بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس فاحشہ عورت کی اس نیکی پر اللہ نے اس کی ساری گناہیں بخش دیں اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

---

[1] ان احادیث اور اقوال کے لئے مسلم اور شرح مسلم نووی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا ہے کہ

عذبت امرأة فی هرة حبستها حتی ماتت جوعاً فدخلت فیها النار یقال واللہ اعلم لا انت اطعمتیها ولا سقیتیها حین حبستیها ولا انت ارسلتیها فاکلت من خشاش الارض[1]	ایک عورت کو ایک بلّی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جسے اس نے باندھے رکھا یہاں تک کہ بھوک پیاس کی وجہ سے مرگئی۔ اس بلی کی وجہ سے وہ عورت جہنم میں گئی۔ اس سے کہا گیا کہ نہ تو نے اسے کھانا کھلایا، نہ پانی پلایا اور نہ چھوڑ دیا کہ زمین سے کچھ کھاتی پیتی۔

بخاری شریف میں اس واقعہ کو بھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ وہ عورت بنی اسرائیل سے تھی۔ اور بڑی عابدہ زاہد اور پارسا تھی۔ اس نے بلّی کو گھر میں باندھ دیا۔ اور کچھ خبر گیری کا نہ کی۔ حتی کہ وہ زمین چاٹتے چاٹتے مرگئی۔ اس لئے اللہ تعالے نے اس عورت کو جہنم میں ڈال دیا۔

ذبح میں جانوروں کو تکلیف نہ دو:-

جانور کو ذبح کرنا شرعی حکم ہے اس سے یکبارگی گردن کٹ جاتی ہے۔ اور شریانوں اور وریدوں کے ذریعہ خون فوراً نکل جاتا ہے اور اس سے جانور کو تکلیف کم ہوتی ہے۔

پیغمبر اسلام نے ذبح کرتے وقت بھی جانوروں پر رحم دکرم کرنے کا حکم دیا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

ان اللہ کتب الاحسان علے کل شئ فاذا قتلتم واذا ذبحتم فاحسنوا الذبحة ولیحد احدکم ولیرح ذبیحته[2]	اللہ تعالے نے تمہارے لئے ہر چیز میں حسن سلوک فرض کیا ہے اس لئے جب تم کسی جانور کو ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو۔ اور تکلیف نہ دو۔ اس لئے چاہیئے کہ آدمی چھری کو تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہونچائے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں کو ذبح کرتے وقت اس بات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ اور چھری تیز کرلیا کرتے تھے۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ مینڈھے کی قربانی فرمائی اور جب اسے ذبح فرمانے لگے تو کہا

یا عائشة هلمی المدیة ثم قال اشحذیها بحجر ففعلت[3]	اے عائشہ! چھری لاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اسے پتھر پہ تیز کرلو چنانچہ میں نے تیز کرلیا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحد الشفار وان توارى عن البهائم ثم قال اذا ذبح احدکم فلیجهز	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ چھریاں تیز کی جائیں اور جانوروں سے چھپا کر رکھی جائیں اور جب کوئی جانور ذبح کرے تو جلد کرے

[1] الادب المفرد بخاری صفحہ ۵۶ و ۲۷، طبع مصر [2] و [3] مسلم،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بکری کو ذبح کرنے کے لئے زمین پر گرا کر اس کے ایک کلّے پر پاؤں رکھے ہوئے اپنی چھری کو تیز کر رہا ہے اور بکری یاس و حسرت بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہی ہے۔ یہ اندوہگیں منظر دیکھ کر آپ نے اُس سے فرمایا۔

افلا قبل ھذا؟ اتریدان تمیتھا موتا } اس سے پہلے کیوں نہیں چھری کو تیز کر لیا گیا تم اسے ذبح سے نہیں بلکہ معمولی موت سے مار ڈالنا چاہتے ہو؟

نیز حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ

نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الذبیحۃ ان تفرس قبل ان تموت۔ } رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبیحہ کی گردن مرنے سے پہلے توڑنے سے منع فرمایا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ بکری کو ذبح کرنے کے لئے پکڑے ہوئے اسی کے سامنے چھری تیز کر رہا ہے۔ آپ نے اُسے درہ سے مارتے ہوئے فرمایا۔

التعذب الروح الا فعلت ھذا قبل ان تاخذھا } کیا تم کوئی روح کو عذاب دے رہے ہو؟ اس کے پکڑنے سے پہلے ہی یہ کام کیوں نہیں کر لیا۔

اسی طرح حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ بکری کو گھسیٹتے ہوئے مذبح کی طرف لے جا رہا ہے تو آپ نے اسے بھی درہ رسید کرتے ہوئے فرمایا۔

سقھا الا ام لک الی الموت سوقا جمیلا } ارے کم بخت اسے موت کی طرف اچھی طرح لے جا۔

جانور ذبح کرنے کے بعد فوراً اس کی گردن توڑ دینا تاکہ جلدی سے جان نکل جائے ممنوع ہے اسی طرح گردن کو نخاع تک کاٹ دینا ممنوع ہے۔ امام بیہقی نے روایت کی ہے۔

نھی عمر بن خطاب رضی اللّٰہ عنہ عن النخع وان تعجل الا نفس ان تزھق } حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ذبیحہ کے مرنے سے پہلے اس کی گردن توڑ مروڑنے اور جان نکلنے میں جلدی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

دوسری روایت میں ہے۔

عن عمر رضی اللّٰہ عنہ انہ نھی عن الفرس فی الذبیحۃ [1] } حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذبیحہ کی گردن توڑنے مروڑنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت کی طرف سے عمال کے ذریعے مسلمانوں کو جو احکام دیئے۔ ان میں یہ حکم بھی شامل تھا۔

ولا تحدّ دا شفرۃ علی راس البھیمۃ [2] } اور جانوروں کے سینگ پر چھری تیز نہ کرو

---

[1] ان تمام احادیث و آثار کے لئے سنن کبریٰ امام بیہقی ج ۹ ص ۲۸۰ طبع حیدرآباد ملاحظہ ہو۔ [2] کتاب الاموال ص ۹۵ طبع مصر۔

جانوروں کو مارنے کے حدود:- اسلام نے جانوروں پر رحم کر کے ان کو انسانیت کے خلاف صف آرا نہیں کیا ہے اور نہ ہی یہ کہا ہے کہ تم اللہ کی اس بے زبان مخلوق کو اپنے سے اور اچھے کاموں سے مانوس نہ کرو۔ بلکہ اسلام نے بتایا ہے کہ جانور انسان کے فائدے کے لئے ہیں۔ اور انسان کو حق ہے کہ وہ جانوروں کو سدھا کر اپنے کام میں لائے۔ اس لئے ان کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں تنبیہ کرنے اور مارنے کی نوبت آجائے تو اس سے دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور ان کو اپنے حق میں مفید تر بنانے کی کوشش سے باز نہیں آنا چاہیئے۔

البتہ اس بارے میں یہ ملحوظ خاطر رہنا چاہیئے کہ جانوروں کو اسی طرح مارا جائے جس طرح ایک معصوم بچے کو تعلیم و تربیت کے لئے بطور تنبیہ کے بقدر ضرورت مارا جا سکتا ہے اور جس طرح بچہ معصوم ہونے کی وجہ سے سزا کا مستحق نہیں ہے صرف تنبیہ کا مستحق ہے تاکہ آئندہ غلطی نہ کرے۔ اسی طرح جانور چونکہ ناسمجھ ہوتا ہے۔ اس لئے اس سے اگر کوئی نقصان ہو جائے تو سزا اور عقوبت کے طور پر، اور سزا بقدر جرم کے طور پر بری طرح نہ مارا پیٹا جائے بلکہ اُسے آئندہ کے لئے تنبیہ و تعلیم کے لئے مارا جائے۔

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بے نظیر کتاب اصول السرخسی میں لکھا ہے کہ بچہ کو بد تہذیبی پر مارنا تادیب و تعلیم کے لئے ہوتا ہے کہ وہ مستقبل میں اچھے اطوار کو اپنائے۔ اس کی یہ مار کئے ہوئے کام کی سزا اور جزا کے طور پر نہیں ہوتی ہے جیسے جانوروں کو تادیب کے لئے مارا جاتا ہے۔ اس کے بعد امام سرخسی نے لکھا ہے۔

وقد ورد به الشرع فقال تضرب الدابة على النفار ولا تضرب على العثار[۱] — شریعت میں اس بات کا حکم وارد ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جانور چلاتے اور بدکنے کے لئے مارا جائے، اور اسے کسی غلطی اور لغزش پر نہ مارا جائے

اس فرمان رسول میں صاف طور سے فرما دیا ہے کہ جانوروں کو ان کے کاموں کی کوتاہی پر تعلیم و تربیت کے لئے بقدر ضرورت مارا جا سکتا ہے۔ مگر کسی غلطی پر سزا اور عقوبت کے طور پر پیٹا نہیں جا سکتا۔

موذی جانوروں کے بارے میں:- مگر چونکہ اسلام جانوروں کو انسان کا خادم قرار دیتا ہے اور ساتھ ہی اللہ کی بے زبان مخلوق بنا کر ان پر رحم و کرم کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لئے اگر کچھ موذی قسم کے جانور انسان کو نقصان پہونچاتے ہوں تو پھر ان کو بے دریغ مارنے اور مار ڈالنے کا حکم دیتا ہے۔ اور یہ تعلیم ہرگز نہیں دیتا ہے کہ انسانی بستیوں میں انسانیت کے دشمنوں کی پرورش کرو، اور انھیں دودھ مکھن کھلا کر اپنے اوپر اور رہبری بناؤ، یہ ذہنیت انسانیت کے لئے سخت مضر اور سراسر احساس کمتری اور مرعوبیت کا مظاہرہ کرتی ہے

---

[۱] اصول السرخسی صفحہ ۲۴۴ جلد ۱ طبع مصر۔

انسان خدا کی ہر مخلوق سے بلند و بالا ہے اور سب کچھ اسی کے لئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے جانوروں پر عام طور سے انتہائی رحم و کرم کا سلوک کرنے اور اس کی تعلیم دینے کے باوجود جب دیکھتا ہے کہ کوئی جانور انسان کا دشمن بنتا ہے تو اسے مار ڈالنے کا فوری حکم دیتا ہے۔ اور اس میں چھوٹے بڑے جانور کی تفریق و تخصیص نہیں کرتا۔

چنانچہ جس پیغمبر اسلام صلعم نے ہر حلال و حرام جانور پر رحم کرنے اور ان کو نہ ستانے کا حکم دیا ہے اسی نے جب ان میں سے بعض بعض کو انسان کے لئے مضر پایا تو انھیں مار ڈالنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اسی لئے سانپ، بچھو، چوہے، چیل، کتے، وغیرہ کے مارنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ کتے کو شرعی حدود سے نکل کر پالتے ہیں اور کبوتر بازی کرتے ہیں اور ان کے ذریعہ جوا کھیلتے ہیں۔ تو آپ نے ہر جمعہ کے خطبہ میں ان دونوں جانوروں کو قتل کرنے اور ذبح کا حکم دینا شروع فرمایا۔ حضرت امام حسن بصری فرماتے ہیں۔

کان عثمان لا یخطب جمعۃ الا امر بقتل الکلاب و ذبح الحمام لہ

حضرت عثمان جمعہ کو جب خطبہ دیتے تو اس میں کتوں کے مار ڈالنے اور کبوتروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت عثمان رض سے پہلے حضرت عمر رض کے زمانے میں پتہ چلا کہ دو آدمی مرغ پر بار جیت کی بازی لگا رہے تھے تو حضرت عمر رض نے عام طور سے مرغوں کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ مگر ایک انصاری صحابی نے جب کہا کہ آپ ایسی امت کے قتل کا ارتکاب کر رہے ہیں جو اللہ کی تسبیح کرتی ہے تو آپ نے یہ حکم واپس لے لیا۔ لہ

جانوروں کے بارے میں اسلامی تعلیمات کو دیکھئے اور پھر ان کے مقابلہ میں دنیا کے دوسرے مذاہب کی تعلیم کو دیکھئے اور موازنہ کیجئے کہ اللہ کی مخلوقات کس میں زیادہ سے زیادہ رحم و کرم کی تڑپ پائی جاتی ہے اور کون اپنے اندر ہر قسم کے چھوٹے بڑے اور حلال و حرام جانوروں کے بارے میں ایسی تعلیمات رکھتا ہے جن پر عمل کرنے سے اللہ کی یہ بے زبان مخلوق بھی اللہ کی زمین پر اپنے حدود میں زندہ رہ کر اپنے دن کو پورا کر سکتی ہے۔ جہاں تک جانوروں کے ذبح کرنے اور ان کا گوشت کھانے کا تعلق ہے یہ جانوروں پر کوئی زیادتی نہیں ہے بلکہ ان کو ان کے اصل محل میں استعمال کرنا ہے اور ان کی تخلیق کے مقصد کو بروئے کار لانا ہے۔ قدیم زمانہ سے جانوروں کی قربانی اور گوشت خوری رائج ہے اور جو مذاہب شدت سے جانوروں کی پاسداری کرتے ہیں ان کے یہاں بھی اپنے معبودوں پر جانوروں کا چڑھاوا نذر کیا جاتا ہے چنانچہ ابن ندیم، ابن حوقل، سلیمان تاجر، ابن بطوطہ وغیرہ مسلم سیاحوں اور جغرافیہ نویسوں نے ہندوستان کے بت خانوں اور استھانوں پر جانوروں کے ذبح کرنے کی جو تعداد لکھی ہے وہ حد رحم و کرم سے کہیں زیادہ معلوم ہوتی ہے پس حلال جانوروں کو کھانا۔ یا ان کی قربانی اور عقیقہ وغیرہ کرنا ان پر رحم و کرم کرنے کے خلاف نہیں ہے۔ البتہ ان تقریبات پر اگر ان پر زیادتی کی جائے تو ظلم ہوگا۔ جس کی اسلام نے شدت سے مناہی کی ہے۔ اور اپنے پیرؤوں کو اس سے روکا ہے۔

لہ الادب المفرد ص ۱۸۹ ۲ لہ الادب المفرد ص ۱۸۵